خبر و نظر

جنوری 2008ء

شائع کردہ سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

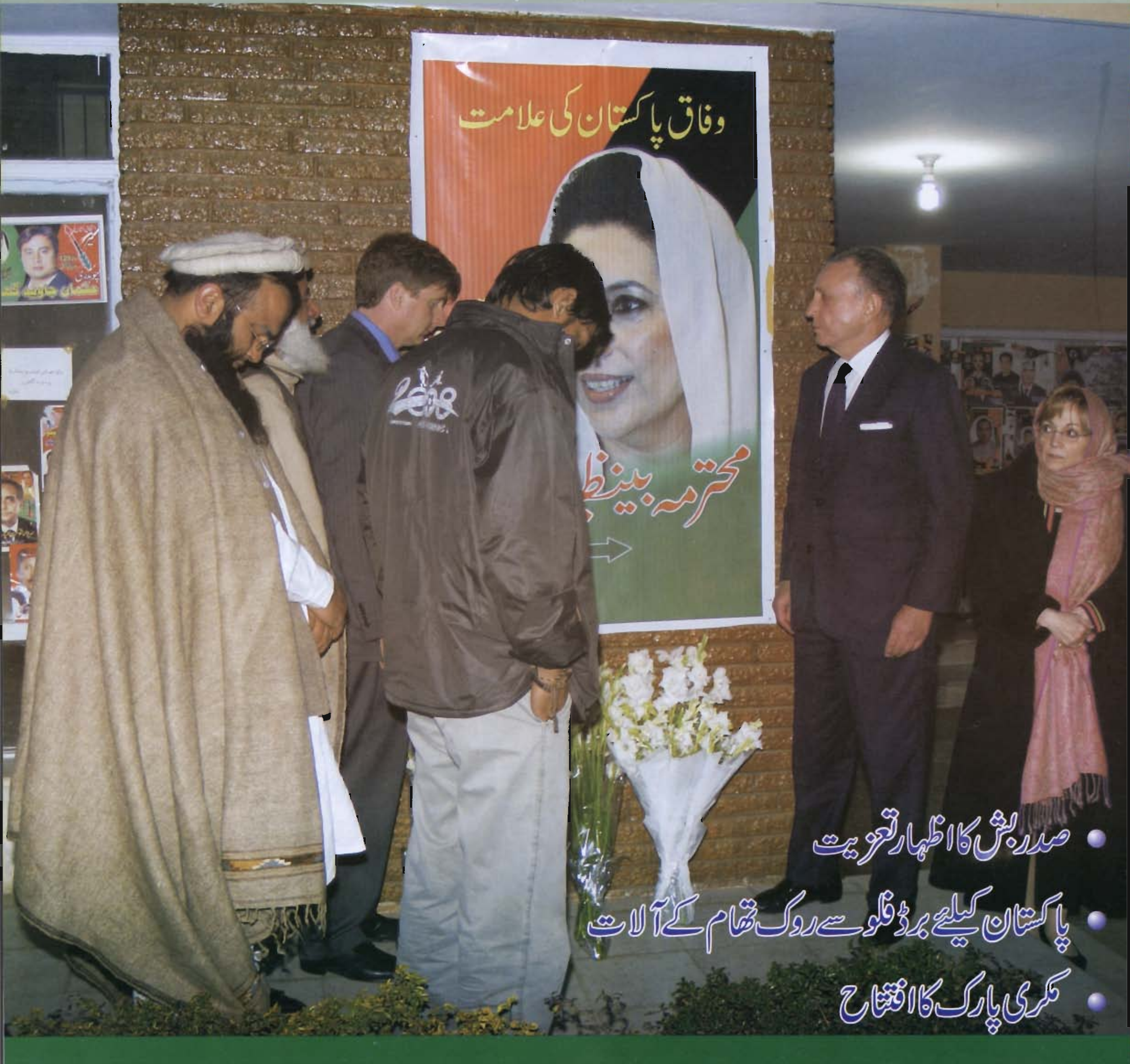

- صدر بش کا اظہار تعزیت
- پاکستان کیلئے برڈ فلو سے روک تھام کے آلات
- مکری پارک کا افتتاح

حکومت امریکہ کی جانب سے سندھ پولیس کے لیے جدید آلات

کراچی میں امریکی قونصل خانہ کی قونصل جنرل کے ایل اینسکی سندھ پولیس کے انسپکٹر جنرل ضیاء الحسن خان کو انسداد دہشت گردی پولیس کے استعمال میں آنے والے جدید آلات دے رہی ہیں۔ جس کی مالیت ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر ہے۔

کراچی میں امریکی قونصل خانہ کی قونصل جنرل کے ایل اینسکی کا سندھ پولیس ہیڈکوارٹرز میں آئی جی سندھ ضیاء الحسن خان اور دیگر پولیس افسران کے ہمراہ گروپ فوٹو۔

خبر و نظر

جنوری 2008ء

شمارہ نمبر 1

ایڈیٹران چیف

الیز بتھ او کولٹن

مینیجنگ ایڈیٹر

میگن ایلس

ڈیزائن

خالد محمود اختر

طباعت

کلاسیکل پرنٹرز اسلام آباد

شائع کردہ

شعبہ تعلقات عامہ
سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
رمنا-5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد

فون: 051-2080000 فیکس: 051-2278607

ای میل: Infoisb@state.gov

ویب سائٹ: http://islamabad.usembassy.gov

اردو سرورق

امریکی رکن ایوان نمائندگان پیٹرک کینیڈی اور سینیٹر آرلین اسپیکٹر سابق وزیر اعظم بینظیر بھٹو کے اندوہناک انتقال پر اسلام آباد میں پیپلز پارٹی کے صدر دفتر میں تعزیت کر رہے ہیں۔ اس موقع پر پاکستان میں امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن بھی موجود ہیں۔

فہرست مضامین

قارئین خبر و نظر کے خطوط	4
امریکی وفد کا بینظیر بھٹو کے انتقال پر اظہارِ افسوس	5
صدر بش اور خاتون اول لارا بش کا اظہار تعزیت	6
بے نظیر جمہوریت کی علمبردار تھیں: وزیر خارجہ رائس	7
ماحولیات کے بارے میں تصویری نمائش	8
برڈ فلو کی روک تھام کیلئے آلات کی فراہمی	9
امریکی قونصل جنرل کے اینسکی کا دورہ سندھ	10
فوٹو گیلری	11
خانیوال میں زچگی کے مرکز کا افتتاح	12
مکری پارک کا افتتاح	13
زندگی کا رخ بدلنے والا ایک سال	14
پاکستانیوں اور امریکیوں کی مشترکہ اقدار	16
امریکی ویزا فیس میں اضافہ	18
دیر بالا اور بونیر کیلئے ایمبولینسوں کی فراہمی	19
صحافیوں کے اعزاز میں امریکی سفیر کا استقبالیہ	20

قارئین خبرونظر کے خطوط

دل خوش ہوگیا

دسمبر کا شمارہ قدرے تاخیر سے موصول ہوا۔ تاہم اِس میں پاکستان میں میڈیا کی آزادی کیلئے امریکہ کی کوششوں کے بارے میں پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ میڈیا پر عائد پابندیوں کا معاملہ ہر سطح پر اُٹھانے کے علاوہ مختلف ٹی وی چینلز کے دفاتر کے دورے اور ان کے عملے سے اظہار یکجہتی قابل ستائش ہیں۔ انتہا پسندی اور تشدد آمیز واقعات یقیناً پاکستان کی پہچان نہیں ہیں اور اُن کی وجوہات تلاش کرنا ہوں گی، مگر ایک خوشحال اور جمہوری پاکستان کیلئے امریکی حمایت بہر حال پسندیدہ امر ہے۔ پاکستان میں ماؤں اور بچوں کی صحت کیلئے یو ایس ایڈ کے منصوبوں اور ایمبولینسوں کی فراہمی کے بارے میں مضامین معلوماتی تھے۔ پاکستانی اخبار نویسوں کیلئے تربیتی نشستوں کے بارے میں پڑھ کر خوشی ہوئی کیونکہ بین الاقوامی شہرت کے حامل صحافی کے علم و تجربہ سے یقیناً استفادہ کیا جانا چاہیئے۔

مقبول احمد خان
مزنگ روڈ، لاہور

تعریفوں کا پلندہ

''خبرونظر'' میں تبادلہ پروگراموں پر جانے والے افراد کے بیشتر رپورتاژ امریکہ کی تعریفوں کا پلندہ ہوتے ہیں۔ کیا اُنہیں امریکی معاشرہ میں کوئی خرابی یا خامی نظر نہیں آتی؟ مصنف تحریر میں توازن برقرار رکھے تو مضمون میں خوبصورتی آجاتی ہے۔ اُنہیں امریکی معاشرہ کے ہر دو پہلوؤں کو قلمی دیانت داری سے بیان کرنا چاہیئے۔ امریکہ میں بھی سب اچھا نہیں ہے۔ ایک ترقی یافتہ ملک کے معاشرہ کے بھی کچھ مسائل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کی نوعیت مختلف ہوگی تاہم اُن پر بھی ناقدانہ روشنی ڈالی جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔

ملک اسد اللہ اعوان
گوجر خان، راولپنڈی

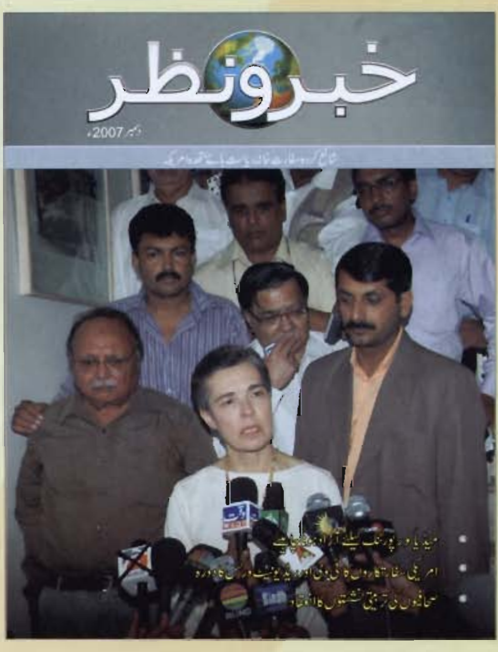

تبدیلی و ترقی

میں "خبرونظر" کا ایک دیرینہ قاری ہوں اور اِس جریدہ کی منزل بہ منزل تبدیلی و ترقی کا عینی شاہد بھی ہوں۔ گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے کچھ یوں معلوم ہو رہا ہے کہ اس رسالہ کی پالیسی میں غیر محسوس انداز میں تبدیلی آگئی ہے۔ اب یقیناً "خبرونظر" کاغذ اور چھپائی کے معیار اور رنگا رنگ تصاویر کے اعتبار سے پہلے سے بدرجہا اچھا ہو چکا ہے۔ لیکن سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں ہونے والی جستجو و تحقیق اور نت نئی اختراعات کے متعلق تازہ ترین رپورٹیں کیا ہوئیں؟ امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی اور معمولات کے بارے میں دلچسپ خبریں کہاں گئیں؟ امریکہ پاکستان میں کیا کچھ کر رہا ہے وہ بلاشبہ قابل قدر ہے۔ لیکن اس حوالے سے تو ہمیں پاکستانی اخبارات کے ذریعہ کچھ نہ کچھ پتہ چلتا ہی رہتا ہے مگر امریکہ اور اہل امریکہ کے بارے میں معلومات ندارد۔ کچھ تشنگی سی محسوس ہوتی ہے۔ امید ہے میرا مدعا آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

طارق جاوید
کراچی

بیش قیمت تحفہ

آپ کا ارسال کردہ شمارہ ''خبرونظر'' نظر نواز ہوا۔ انتہائی خوبصورت جریدہ ہے۔ اس کے مضامین کے تناظر میں پاکستانی عوام کو یقیناً امریکہ کے بارے میں بہتر معلومات سے آگاہی ہوگی۔ موجودہ امریکی سفیر کی ملاقاتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں کے تعلقات بڑھانے کیلئے ایک پُل کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ 'مزار اُچ شریف' صرف ہمارا ثقافتی ورثہ ہی نہیں بلکہ ہماری عقیدتوں کا مرکز و محور بھی ہے۔ اس لئے اس کی مرمت اور بحالی کے لئے دی گئی امریکی گرانٹ ہمارے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے اور ہم اسکے لئے دلی طور پر ممنون ہیں۔

پیر سید محمد عثمان نوری
لاہور

خوب سے خوب تر

''خبرونظر'' کا عمیق نگاہوں سے مطالعہ کیا اور ایک لکھاری اور مصور ہونے کے ناطے خوب سے خوب تر پایا۔ پاکستان میں فروغِ تعلیم لے لئے امریکہ کی بے لوث دلچسپی اور نوجوانوں کے لئے تعلیمی وظائف کا اجراء کے حوالے سے مضامین پڑھ کر خوشی ہوئی۔ میری رائے ہے کہ اپنے جریدہ میں فائن آرٹس کیلئے دو تین صفحات ضرور مختص کئے جائیں جن میں امریکی مصوروں کے حالات بمعہ ان کی تخلیقات اور آرٹ گیلریز کے حوالے سے معلومات دی گئی ہوں۔

سعید احمد بودلہ
لاہور

امریکی رکن ایوان نمائندگان پیٹرک کینیڈی اور سینیٹر آرلین اسپیکٹر سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو کے اندوہناک انتقال پر اسلام آباد میں پیپلز پارٹی کے صدر دفتر میں تعزیت کر رہے ہیں۔ اس موقع پر پاکستان میں امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن بھی موجود ہیں۔

امریکی وفد کا بینظیر بھٹو کے انتقال اور بم دھماکہ میں دیگر افراد کے جانی نقصان پر اظہارِ افسوس

امریکی سینیٹر آرلین سپیکٹر، رکن ایوان نمائندگان پیٹرک کینیڈی اور پاکستان میں امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے مرحومہ بینظیر بھٹو کے اہل خانہ اور پاکستان کے عوام کے ساتھ راولپنڈی میں 27 دسمبر کو ہونے والے بم دھماکہ میں سابق وزیراعظم اور دیگر افراد کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

سینیٹر سپیکٹر (رپبلیکن۔پینسلوانیا)، رکن ایوان نمائندگان پیٹرک کینیڈی (ڈیموکریٹ۔ رہوڈ زآئی لینڈ) اور سفیر امریکہ پیٹرسن نے 27 دسمبر کی شام اسلام آباد میں پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر دفتر کا دورہ کیا اور گلدستے پیش کئے اور حملہ میں محترمہ بینظیر بھٹو اور دیگر افراد کے اندوہناک انتقال پر اظہار افسوس کیا۔

امریکی حکام نے صدر بش کے خیالات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کے عوام دہشت گردی اور انتہاپسندی کی طاقتوں کے خلاف جدوجہد میں پاکستان کے عوام کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم اُن پر زور دیتے ہیں کہ وہ جمہوری عمل میں پیش رفت جاری رکھتے ہوئے بینظیر بھٹو کو خراج عقیدت پیش کریں جس کیلئے انہوں نے بہادری سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

رکن ایوان نمائندگان پیٹرک کینیڈی سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو کے انتقال پر ان کی تصویر کے سامنے پھول رکھ رہے ہیں۔

صدر جارج ڈبلیو بش اور خاتون اول لارا بش کی جانب سے بینظیر بھٹو کے قتل پر اظہار افسوس

صدر جارج ڈبلیو بش سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو کے انتقال پر اظہار خیال کررہے ہیں۔

پریری چیپل رینچ، کرافورڈ، ٹیکساس

27 دسمبر 2007ء

صدر بش: لارا اور میں بینظیر بھٹو کے خاندان، اُن کے احباب اور ان کے حامیوں سے دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم آج کے پُرتشدد واقعہ میں جاں بحق ہونے والے دیگر لوگوں کے اہل خانہ سے بھی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ہم اس افسوسناک موقع پر پاکستان کے تمام لوگوں سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

امریکہ قاتل انتہا پسندوں کی اس بزدلانہ حرکت کی شدید مذمت کرتا ہے جو پاکستان میں جمہوریت کو خطرہ سے دوچار کرنے کے درپے ہیں۔ جنہوں نے یہ جرم کیا ہے انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے دو بار بطور وزیراعظم اپنے ملک کی خدمت کی اور رواں سال کے اوائل میں جب وہ پاکستان واپس گئیں تو جانتی تھیں کہ اُن کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔ پھر بھی انہوں نے قاتلوں کو اپنے ملک کو اپنی من پسند روش پر چلانے کی اجازت دینے سے انکار کیا۔

ہم دہشت گردی اور انتہا پسندی کی طاقتوں کے خلاف جدوجہد میں پاکستان کے عوام کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم ان پر زور دیتے ہیں کہ وہ بینظیر بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے جمہوری عمل میں پیش رفت جاری رکھیں جس کیلئے اُنہوں نے بہادری سے جان دی۔

بے نظیر بھٹو جمہوریت کی علمبردار تھیں :وزیر خارجہ رائس

وزیر خارجہ کونڈ ولیزا رائس واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانہ میں رکھی گئی تعزیتی کتاب میں اپنے تاثرات درج کررہی ہیں۔

پاکستانی سفارتخانہ واشنگٹن ڈی سی 28 دسمبر 2007ء

آغاز متن

سوال: کیا آپ بتائیں گی کہ آپ نے کیا تحریر کیا؟

وزیر خارجہ رائس: میں صرف یہی کہوں گی کہ میں یہاں آنا چاہتی تھی تا کہ ذاتی طور پر اور امریکی عوام کی جانب سے بینظیر بھٹو کے خاندان کے ساتھ، اُن کے حامیوں کے ساتھ اور پاکستان کے لوگوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کروں۔ یہ ایک عظیم المیہ کا دن ہے۔ ایک بڑا سانحہ ہے۔ وہ جمہوریت کی علمبردار تھیں۔ وہ ایک جرات مند خاتون تھیں۔ ان کے ساتھ میری بات چیت میں، مجھ پر ان کے عزم وارادہ اور ان کی وابستگی بالخصوص اپنے لوگوں اور اپنے ملک سے محبت بالکل واضح تھی۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اُن کے ورثہ میں یاد رہنے والی باتوں میں ان کی وابستگی تھی۔ اور جیسا کہ صدر بش نے گزشتہ روز کہا ہے کہ اُن کو خراج عقیدت پیش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاکستان میں جمہوری عمل جاری رکھا جائے تا کہ جمہوریت فروغ پا سکے جیسا کہ بینظیر بھٹو توقع کرتی تھیں۔ شکریہ۔

سوال: میڈم سیکریٹری، کیا انتخابات 8 جنوری کو ہونے چاہئیں؟

وزیر خارجہ رائس: ہمارا پاکستان کے لوگوں اور تمام جماعتوں سے رابطہ ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جمہوری عمل کا جاری رہنا یقیناً نہایت اہم ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

سوال: کیا آپ بتاسکتی ہیں کہ آپ نے کیا لکھا؟

وزیر خارجہ رائس: یہ تحریر یہاں موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سفیر (پاکستان) آپ کیلئے یہ پڑھیں گے۔ شکریہ

سوال: آپ کا شکریہ۔

نیشنل سائنس میوزیم میں ماحولیات کے بارے میں پوسٹرز کی نمائش

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے شعبہ امور عامہ کے قائم مقام افسر نمائش کا افتتاح کر رہے ہیں۔

امریکی قونصل خانہ کے شعبہ امور عامہ کے قائم مقام افسر انٹون گریوبیل نے 7 دسمبر 2007ء کو سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے قومی عجائب گھر میں ماحولیات کے بارے میں پوسٹرز کی نمائش کا افتتاح کیا۔

جناب گریوبیل نے کہا کہ امریکی قونصل خانہ ماحول کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے باقاعدگی سے پروگراموں کا اہتمام کرتا ہے۔ تاہم ایسے پروگرام ہمیشہ ولولہ انگیز ہوتے ہیں جن میں نوجوان اور بچے شرکت کرتے ہیں۔ یہ نمائش بچوں کو ماحولیاتی مسائل کے بارے میں سوچنے پر مائل کرنے کا ایک ذریعہ ثابت ہوگی۔

امسال اپریل میں امریکی قونصل خانہ نے لاہور اور ملتان میں ایکسیس انگلش مائیکرو اسکالرشپ پروگرام میں شرکت کرنے والے اسکولوں اور لاہور میں امریکن ڈسکوری سینٹرز قائم کرنے والوں سے اس نمائش میں شرکت کیلئے تصاویر مانگی تھیں۔ بارہ سے پندرہ سال کے 60 سے زیادہ بچوں نے آبی، روغنی، پیسٹلز اور کریونز کے رنگوں سے بنائے گئے پوسٹرز بھیجے۔ پہلے پانچ بہترین پوسٹرز امریکی سفارتخانہ کے ماہانہ جریدے "خبر و نظر" کے مئی کے شمارہ میں شائع کئے گئے ہیں۔

سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے قومی عجائب گھر کے ڈائریکٹر ساجد انور ملک نے اس موقع پر کہا کہ اس زبردست نمائش کی میزبانی کرنا ہمارے لئے باعث مسرت ہے۔ یہ سائنس میوزیم اور لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے درمیان جاری تعاون کی متعدد مثالوں میں سے ایک ہے، جس کے ذریعہ ان مسائل کے بارے میں شعور بیدار کیا جاتا ہے جو ہم سب کو یکساں متاثر کرتے ہیں۔ یہ نمائش ماہِ دسمبر کے دوران جاری رہے گی۔

رواں سال کے اوائل میں پہلے پانچ انعام حاصل کرنے والے پوسٹر کے نوجوان مصوروں کے نام یہ ہیں: علی شفیق، سینٹ انتھونیز کالج، رداعلی، پیپرڈائن اسکول، اقراء جہانگیر، پیپرڈائن اسکول، عارفہ لطیف، قلعہ لکشمن سنگھ، کیئر اسکول، ایم کے شیر پاؤ اور ایم سلمان ابراہیم، ایچی سن کالج۔

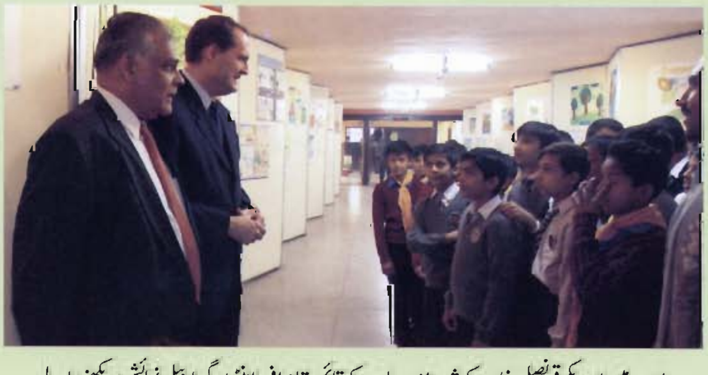

لاہور میں امریکی قونصل خانہ کے شعبہ امور عامہ کے قائم مقام افسر اینٹون گریوبیل نمائش دیکھنے والے طالب علموں سے باتیں کر رہے ہیں۔

لاہور میں بچے نیشنل میوزیم آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں امریکی قونصل خانہ کے زیر اہتمام ماحول کے بارے میں پوسٹرز کی نمائش دیکھ رہے ہیں۔

یو ایس ایڈ کی جانب سے پاکستان میں برڈ فلو کی روک تھام کیلئے آلات کی فراہمی

نیشنل ریفرنس لیب برائے پولٹری کے سینئر سائنٹیفک آفیسر ظہیر احمد یو ایس ایڈ کی جانب سے قومی ادارہ صحت کو فراہم کیا جانے والے برڈ فلو سے بچاؤ کے آلات یو ایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز اور قومی ادارہ صحت کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر شاہد اختر کو دکھارہے ہیں۔

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یو ایس ایڈ) نے 18 دسمبر 2007ء کو برڈ فلو سے نمٹنے اور اس کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد دینے کیلئے پاکستان کو 72 ہزار ڈالر مالیت کے حفاظتی آلات، آلودگی سے پاک کرنے اور لیبارٹری کے دیگر آلات اور پولٹری کو جانچنے کی کٹس فراہم کی ہیں۔

پاکستان میں یو ایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز نے کہا ہے کہ برڈ فلو کی وباء کا پھوٹ پڑنا لوگوں کی صحت کیلئے ایک بڑا خطرہ ہے اور اس کے گہرے معاشی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں پاکستان کے عوام کے ساتھ مل کر برڈ فلو کے خطرہ کو کم کرنے اور اُن بہادر مردوں اور عورتوں کے تحفظ کیلئے کام کرنے پر کہیں زیادہ خوشی ہے جو اس بیماری سے نبرد آزما ہونے کیلئے کوشاں ہیں۔

پاکستان ایشیا اور مشرق قریب کے اُن 24 ملکوں میں شامل ہے جہاں برڈ فلو پہلے پھیل چکا ہے۔ رواں سال کے شروع سے اب تک پاکستان میں 47 بار برڈ فلو کا پھیلاؤ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

ان آلات کی فراہمی حکومت امریکہ کی جانب سے پاکستان کو پانچ برسوں کے دوران دی جانے والی ڈیڑھ ارب ڈالر مالیت کی امداد کا حصہ ہے جس کے ذریعہ اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت عامہ اور نظم و نسق کی بہتری اور زلزلہ زدہ علاقوں میں تعمیر نو کے کاموں میں اعانت کی جائے گی۔

وزارت خوراک وزراعات ولائیوسٹاک اور قومی ادارہ صحت کو دیئے جانے والے حفاظتی لباس، آلات تنفس، عینکیں اور دستانے ان کارکنوں میں تقسیم کی جائیں گی جن کا برڈ فلو سے متاثرہ مرغیوں سے براہ راست واسطہ پڑتا ہے۔ یہ آلات وباء کے پھیلاؤ کے دوران متاثرہ پولٹری کو تلف کرنے اور مرغیوں کے پالنے کی جگہوں کو آلودگی سے پاک کرنے کی سرگرمیوں کے دوران پرندے سے پرندے اور پرندوں سے انسانوں میں بیماری لگنے کے خطرہ کو محدود کریں گے۔

سندھ کے تاریخی قلعہ کوٹ ڈیجی میں لوک فنکار قونصل جنرل کے اینسکی کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔

امریکی قونصل جنرل کے اینسکی کا دورۂ سندھ

کراچی میں امریکی قونصل خانہ کی قونصل جنرل کے اینسکی نے 2 سے 4 دسمبر 2007ء کے دوران سندھ کے متعدد اضلاع کا دورہ کیا۔

قونصل جنرل کے ایل اینسکی نے تاریخی آثار قدیمہ موئنجو داڑو کا بھی دورہ کیا اور قنبر شہدادکوٹ کے ضلعی ناظم سردار شبیر احمد چانڈیو سے ملاقات کی۔ ضلعی ناظم نے قونصل جنرل کو حالیہ برسوں میں شروع کئے جانے والے ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں بریفنگ دی۔

لاڑکانہ میں امریکی سفارتکار نے پی پی پی کے رہنما اور سندھ اسمبلی میں سابق قائد حزب اختلاف نثار احمد کھوڑو سے ملاقات کی۔ انہوں نے پاکستان مسلم لیگ (ق) سندھ کے رہنما حاجی الطاف حسین اُنڑ سے بھی ملاقات کی۔

سکھر میں قونصل جنرل اینسکی نے سینٹ میریز کیتھولک چرچ اور اسکول کا دورہ کیا۔ یہ چرچ ایک مشتعل ہجوم نے فروری 2006ء میں تباہ کر دیا تھا اور اسکول کو نقصان پہنچا تھا۔

خیر پور میں امریکی سفارتکار نے شاہ عبداللطیف یونیورسٹی کا دورہ کیا اور وائس چانسلر ڈاکٹر نیلوفر شیخ سے ملاقات کی۔ یونیورسٹی کے نباتاتی تحقیق کے باغیچہ میں انہوں نے ایک پودا بھی لگایا۔ قونصل جنرل نے پیپلز پارٹی سندھ کے سربراہ قائم علی شاہ کی رہائش گاہ پر ایک ظہرانہ میں بھی شرکت کی۔ سابق ضلعی ناظم نفیسہ شاہ بھی اس ظہرانہ میں شریک تھیں۔ کے ایل اینسکی نے یو ایس ایڈ کے مختلف منصوبوں کے اشتراک کار تنظیم LEAD کی پراجیکٹ منیجر گل مستوئی سے بھی ملاقات کی۔

خیر پور سے واپسی پر قونصل جنرل نے کوٹ ڈیجی کے تاریخی قلعہ کی بھی سیر کی۔

سندھ کے دورہ کے دوران امریکی قونصل خانہ کے پولیٹیکل قونصلر میتھیو بنٹ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

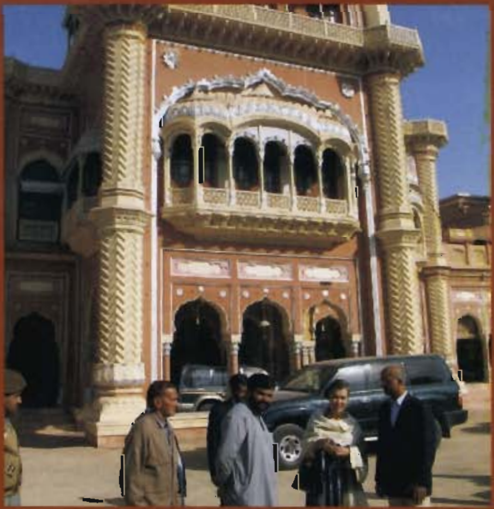

قونصل جنرل کے اینسکی خیر پور میں تاریخی فیض محل دیکھ رہی ہیں

قونصل جنرل کے اینسکی شاہ لطیف یونیورسٹی خیر پور میں یادگاری پودا لگا رہی ہیں۔ وائس چانسلر ڈاکٹر نیلوفر شیخ انکے ہمراہ ہیں۔

بچوں کے لیے کھلونے

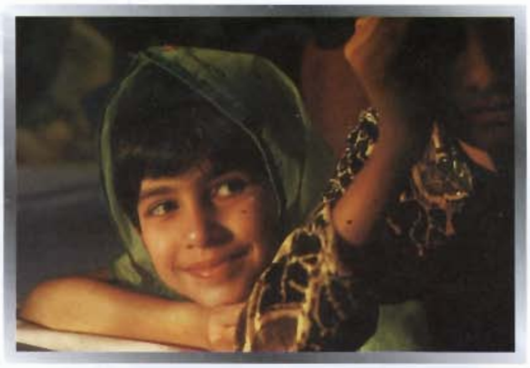

کراچی میں امریکی قونصل خانے کے ارکان نے سالانہ تقریب Toy for Tots میں شرکت کی۔ 57 سالہ پرانا پروگرام Toy for Tots کے لیے امریکی میرین کور کے اہلکار کھلونے عطیہ کرتے ہیں۔ جس کے ذریعے نونہالوں کو امید کا پیغام دیا جاتا ہے تاکہ وہ ایک ذمہ دار، فعال اور محبِّ وطن شہری اور رہنما بن سکیں۔

خانیوال میں یو ایس ایڈ کی اعانت سے قائم کئے گئے زچگی مرکز کا افتتاح

یوایس ایڈ کی ہیلتھ آفیسر ڈائریکٹر میری اسکیری، سردار احمد یار ہراج، ضلعی ناظم خانیوال اور راؤ شکیل احمد، ڈی سی او خانیوال زچگی مرکز کا افتتاح کر رہے ہیں۔

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) کے ہیلتھ آفیسر ڈائریکٹر میری اسکیری نے 4 دسمبر 2007ء کو حاملہ خواتین کو زچگی اور نوزائیدہ بچوں کو دیکھ بھال کی معیاری سہولتیں فراہم کرنے کیلئے زچگی کے ایک مرکز کا افتتاح کیا۔

محترمہ میری اسکیری نے کہا کہ یوایس ایڈ نے امریکی عوام کی جانب سے صحت کی سہولیات بہتر بنانے کیلئے حکومت پاکستان کی مدد کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ زچگی کا یہ مرکز خانیوال میں ماؤں اور بچوں کو دیکھ بھال کی اُن سہولتوں تک رسائی فراہم کرے گا جو صحت مند حمل، بچوں کی پیدائش اور زندگیوں کو بچانے کیلئے ضروری ہوتی ہیں۔

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) کی مالی اعانت سے جان اسنو انکارپوریٹڈ JSI حکومتِ پاکستان کے اشتراک سے ماؤں اور بچوں کی صحت کے دیکھ بھال کے پروگرام PAIMAN چلا رہا ہے، جس کی مالیت 49.9 ملین ڈالر ہے اور اس کے تحت صحت کے موجودہ نظام کو بہتر بنانا اور ایسے طریقہ کار کو رواج دینا ہے جس میں ماؤں اور بچوں کی دیکھ بھال کیلئے مقامی آبادی کو متحرک کیا جائے۔

میری اسکیری اور تقریب کے دیگر شرکاء

میری اسکیری افتتاحی تقریب میں گفتگو کرتے ہوئے۔

ضلع خانیوال میں PAIMAN نے زچگی کے نئے مرکز کو چلانے اور اس پسماندہ علاقہ کیلئے ایک دایہ کی خدمات حاصل کرنے کیلئے پاکستان لائنز یوتھ کونسل کے ساتھ مل کر کام کیا۔ حکومت پاکستان نے جگہ اور ادویات کا انتظام کیا اور ایک ایمبولینس خریدنے کیلئے علاقہ کے لوگوں کے ساتھ کام کیا۔ یہ ایمبولینس خاص طور پر حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچوں کیلئے تیار کی گئی ہے تاکہ وہ ہنگامی صورت حال کے دوران اسپتال پہنچ سکیں۔

یوایس ایڈ کے PAIMAN منصوبہ پر پاکستان کے دس اضلاع میں عمل درآمد کیا جارہا ہے، جن میں پنجاب میں خانیوال، ڈیرہ غازی خان، جہلم اور راولپنڈی اور سندھ میں دادو اور سکھر، بلوچستان میں لسبیلہ اور جعفرآباد اور صوبہ سرحد میں بونیر اور دیر بالا شامل ہیں۔

اس منصوبہ کیلئے اعانت حکومتِ امریکہ کی جانب سے پاکستان کو پانچ برسوں کے دوران دی جانے والی ڈیڑھ ارب ڈالر مالیت کی امداد کا حصہ ہے، جس کے تحت اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت اور نظم و نسق کو بہتر بنانے اور زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں تعمیرِ نو کے منصوبوں میں مدد دی جائے گی۔

زلزلہ سے تباہ ہونے والی عمارتوں کے ملبہ پر یو ایس ایڈ کی اعانت سے

مکری پارک کی تعمیر

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی یو ایس ایڈ پاکستان کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز نے 28 نومبر 2007ء کو مظفر آباد میں 8 اکتوبر کو آنے والے زلزلہ کے ملبے پر تعمیر کئے جانے والے مکری پارک کا افتتاح کرتے ہوئے مقامی آبادی کی ناقابل شکست جذبے اور مسلسل تعاون کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو اور بحالی کے ادارہ (ERRA) کے نائب سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ندیم احمد بھی اس موقع پر موجود تھے۔

یو ایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر آرنیز نے کہا کہ یو ایس ایڈ اور اس کے اشتراک کاروں نے ملبے کے اس ڈھیر کو ماحول دوست پارک میں تبدیل کرنے کے شاندار تصور کو عملی شکل دینے کیلئے کام کیا، جو علاقہ کی خوبصورتی کو چار چاند لگادے۔

یو ایس ایڈ نے اپریل 2006ء میں مظفر آباد شہر سے ملبہ ہٹانے کے ایک منصوبہ کیلئے 1.7 ملین ڈالر کی مالی امداد فراہم کی۔ اس منصوبہ پر انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن (IOM) نے کارروائی کرتے ہوئے شہر کے وسط سے 85 لاکھ مکعب فٹ ملبہ ہٹایا اور حکومت کی جانب سے مخصوص دریائے نیلم کے کنارے ایک گھاٹی میں مکری میں جمع کر دیا۔

امریکی سفارتکار نے کہا کہ زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو اور بحالی کے ادارہ (ERRA) کی رہنمائی میں یو ایس ایڈ اور اس کے اشتراک کاروں نے شہر کی سابقہ خوبصورتی بحال کرنے اور پہلے سے بہتر تعمیر کرنے کے چیلنج سے نمٹنے میں مدد دینے کا کام سنبھالا۔

ننھی بچیاں یو ایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز اور ERRA کے نائب سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ندیم احمد کو مکری پارک آمد پر پھول پیش کر رہی ہیں۔

ماحولیاتی منصوبہ سے ہم آہنگ مکری پارک اب شہر کی ایک خوبصورت جگہ ہے جو 40 ہزار مربع فٹ پر محیط ہے اور وسیع منظر کے حامل تفریحی مقامات پر مشتمل ہے، جہاں سے دریا اور شہر کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

مکری پارک کی تعمیر کیلئے اعانت یو ایس ایڈ کی جانب سے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو کے چار سالہ پروگرام کا حصہ ہے، جس کی مالیت 200 ملین ڈالر ہے اور اس کے تحت آزاد جموں و کشمیر اور صوبہ سرحد میں زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں سینکڑوں اسکول اور طبی مراکز تعمیر کئے جا رہے ہیں، صحت اور تعلیم کی بہتر سہولیات بہم پہنچائی جا رہی ہیں اور معاشی سرگرمیوں میں بہتری لائی جا رہی ہے۔

مکری پارک مظفر آباد میں بچے جھولے جھول رہے ہیں۔

یو ایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز اور ERRA کے نائب سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ندیم احمد مظفر آباد میں مکری پارک کا افتتاح کر رہے ہیں۔

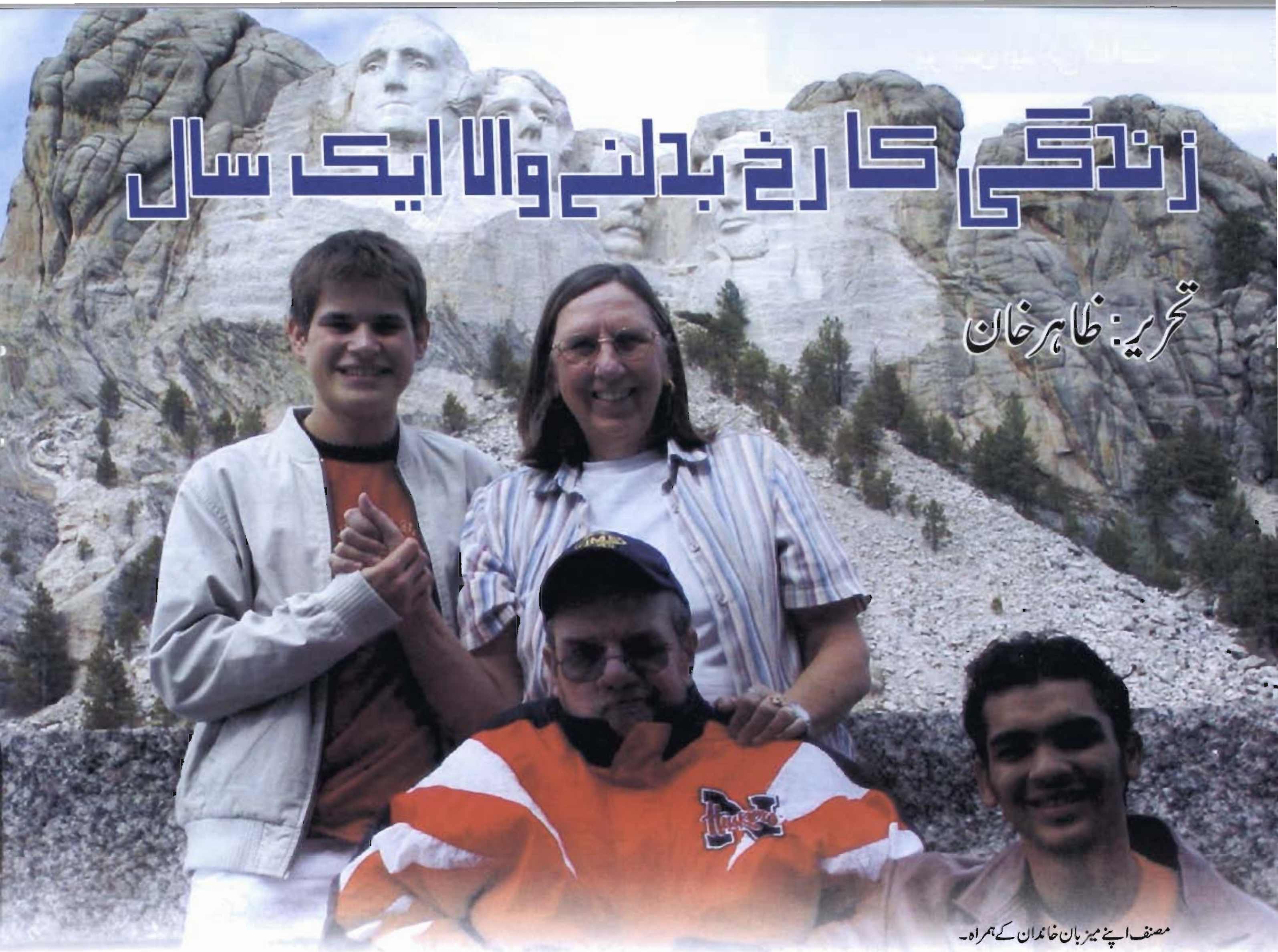

زندگی کا رخ بدلنے والا ایک سال

تحریر: ظاہر خان

مصنف اپنے میزبان خاندان کے ہمراہ۔

گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول، ناظم آباد نمبر دو کراچی کے ایک طالبعلم کی حیثیت سے میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی بڑا نادر موقع مجھے میسر آنے والا ہے۔ میں کرکٹ کھیلنے میں مگن تھا اور یہ سوچتا رہتا تھا شاید کبھی پاکستان کے لئے کھیلنے کا موقع مل جائے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ٹیچر کی طرف سے آنے والی ایک فون کال میری زندگی کا رخ بدل دے گی۔ میرے ٹیچر نے مجھے انٹرنیشنل ایجوکیشن اینڈ ریسورس نیٹ ورک۔ پاکستان (i-EARN) کے ایکسچینج پروگرام انٹرویو کے لئے نامزد کیا تھا۔

مجھے زیادہ امید نہیں تھی کہ سینکڑوں دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں مجھے منتخب کرلیا جائے گا۔ لیکن بہر حال میں نے ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی حاصل کر لی اور اللہ کی مہربانی سے پاکستان سے مجھے یوتھ ایکسچینج اسکالرشپ کے لئے 45 دوسرے امیدواروں کے ساتھ منتخب کرلیا گیا۔

مجھے یاد ہے میری کامیابی کا سُن کر میرے امی ابو کتنے خوش ہوئے اور انھوں نے کہا بیٹا، ہمیں تم پر فخر ہے۔ میں بڑا خوش تھا اور ایسا نادر موقع ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ پاکستان میں مجھ جیسے لڑکے امریکہ جانے کا محض خواب ہی دیکھ سکتے ہیں۔ میرا بھی یہی خواب تھا، جس کے حقیقت بننے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔ بہر حال میرے لئے ایک معجزہ رونما ہوگیا۔ اب مجھے ایک بالکل مختلف ثقافت اور زندگی کو دیکھنے کا موقع مل رہا تھا۔

اگست 2005 میں، میں اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے ساتھ ایئرپورٹ پر کھڑا تھا۔ مجھے امی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چمکتے نظر آ رہے تھے۔ انھیں معلوم تھا کہ میرا بیٹا ایک لمبے عرصے کے لئے مجھ سے دور جا رہا ہے، جس کا انھیں پہلے کبھی تجربہ نہیں تھا۔

20 گھنٹے کے سفر کے بعد میں واشنگٹن ڈی سی کی سرزمین پر قدم رکھ رہا تھا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں امریکہ آ گیا ہوں۔ میں پاکستان کے ایکسچینج گروپ کے باقی تمام ساتھیوں کے ہمراہ تین دن واشنگٹن میں مقیم رہا اور پھر چوتھے دن انھیں الوداع کہتے ہوئے ریپڈ سٹی، ساؤتھ ڈیکوٹا روانہ ہوگیا۔

جہاز جب ریپڈ سٹی کے اوپر پہنچا تو میں نے کہا، او خدایا! یہ تو چھوٹی سی جگہ ہے۔ چند منٹ بعد میری میزبان فیملی میرا خیر مقدم کر رہی تھی اور مجھے ایک نئی، خوشگوار اور پیار بھری زندگی کا پیغام

مصنف امریکی تہوار ہیلووین کی تیاری کر رہے ہیں۔

"یس" پروگرام

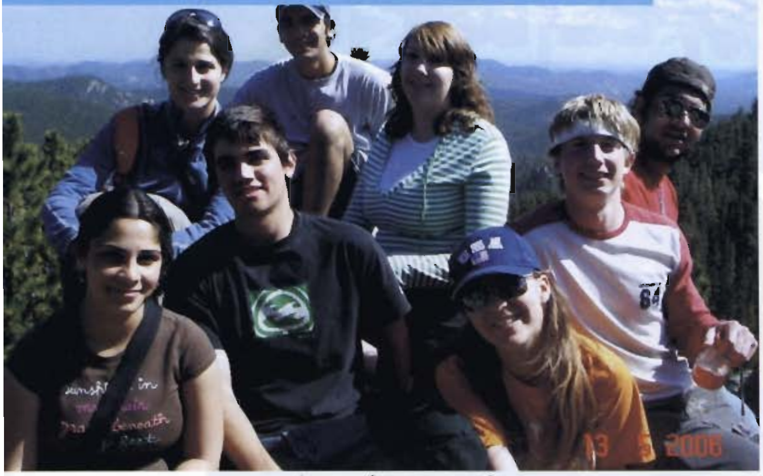

تبادلہ پروگرام میں شریک دیگر طالب علموں کے ہمراہ۔

دے رہی تھی۔ تھکاوٹ اور طرح طرح کے خدشات کے ساتھ میں اپنے نئے گھر پہنچا۔ مجھے اپنے اوسان بحال کرنے میں کچھ وقت لگا، لیکن خیر میں نارمل ہوگیا۔ پہلی چیز، جس کا مجھے علم ہوا، وہ نئے گھر میں کام کاج تھا مثلاً لان کاٹنا، برتن دھونا، صفائی کرنا وغیرہ۔ ان چھوٹے چھوٹے کاموں سے میں اپنی میزبان فیملی کا سچ مچ کا ایک فرد بن گیا۔

میری نئی امی، جن کا نام بیٹی تھا، بعض اوقات مجھ پر خفا ہوجاتی تھیں، لیکن ان کی یہ ناراضگی پیار بھری ہوتی تھی۔ مجھے معلوم ہوا، تمام امیاں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ ہم ایک مثالی فیملی کی طرح تھے، جہاں ہنسی مذاق بھی ہوتا تھا اور بحث وتمحیص بھی۔ مجھے اپنے نئے ابو سے پیار تھا۔ ان کا نام باب تھا اور وہ تھوڑے سے معذور تھے۔ میں ان کا بہت خیال رکھتا تھا اور وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ فرینک میرا میزبان بھائی تھا، جو اپنی فیملی کے ساتھ ایک اور جگہ رہتا تھا۔ میزبان فیملی میں میرا بہت اچھا وقت گزرا اور میں ان سب لوگوں کو بہت یاد کرتا ہوں۔

میرا ایکسچینج گروپ کا ایک چھوٹا بھائی بھی تھا، ڈینس۔ اس کا تعلق جرمنی سے تھا۔ ہم بھائیوں کی طرح رہتے تھے، ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے، بلیئرڈ کھیلتے تھے اور ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے۔ ہم دوسرے بھائیوں کی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے الجھ بھی پڑتے تھے۔ ہم اکٹھے برف صاف کرتے تھے، اسکول جاتے تھے اور رضا کارانہ کام کرتے تھے۔ وہ مجھ سے پہلے وطن واپس چلا گیا۔ میں نے اسے بڑے بوجھل دل سے رخصت کیا، کیونکہ میں اسے چھوٹا بھائی سمجھتا تھا۔ مجھے یقین ہے کسی نہ کسی دن ہماری پھر ملاقات ہوگی۔

میں جب پہلے دن ڈگلس ہائی اسکول پہنچا تو خاصا گھبرایا ہوا تھا، لیکن ہمت سے کام لے رہا تھا۔ کسی مخلوط تعلیم والے اسکول جانے کا یہ میرا پہلا موقع تھا۔ میں دعا کررہا تھا کہ پہلا دن خیریت سے گزر جائے اور یہ خیریت سے ہی گزر گیا۔ میں نے دو ایک دوست بھی بنا لئے، جنھوں نے مجھے اسکول کی ''اندرون خانہ'' کہانی سنائی۔ پہلی سہ ماہی مشکل تھی۔ نئے نئے چہرے تھے۔ کسی سے بات کرنا مشکل ہوتا تھا۔ دوسری سہ ماہی میں حالات بہتر ہونے لگے۔ اب میں اجنبیوں سے ملنے اور انھیں ہیلو کہنے کا عادی ہوگیا۔ بہت سی چیزیں میرے لئے بالکل نئی تھیں، مثلاً سابق طلبا کی ملن تقریب۔ ڈانس بھی میرے لئے نیا تجربہ تھا، کیونکہ میں نے پہلے کبھی ڈانس نہیں کیا تھا۔ اسی طرح ڈریس اور ریستوران کی باتیں ہوتی تھیں، جو میرے لئے بالکل انوکھی تھیں۔ اسکول کے اختتام تک میرے بہت سے پکے دوست بن چکے تھے۔

ہم سب دوست اختتام ہفتہ تعطیل پر باہر نکل جاتے تھے۔ ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرتے تھے اور فلم دیکھنے جاتے تھے۔ میں کوشش کرتا تھا کہ یہ نہ سوچوں کہ جب میں ان دوستوں سے دور ہوجاؤں گا تو ہم ایک دوسرے کو کتنا یاد کریں گے۔ یہ دوست مجھے ان دوستوں کی جگہ ملے، جو میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ ان کی تعداد کم تھی، لیکن پھر بھی ان کے ساتھ وقت اچھا گزر جاتا تھا۔

میری میزبان ماں، مجھے منی سوٹا میں ایک رنگا رنگ ثقافتی شو میں لے گئیں۔ وہ مجھے نیبراسکا میں اپنے عزیز واقارب سے بھی ملانے لے گئیں۔ ان لوگوں نے نہایت گرمجوشی سے میرا خیر مقدم کیا اور ہر طرح سے میرا خیال رکھا۔ یہاں دوست بنانا بہت آسان تھا۔ سڑک پر چلتے لوگ ہاتھ ہلا کر ہیلو ہائے کرتے تھے۔ کسی سے بھی بے تکلفی سے بات کی جاسکتی تھی۔

میرے لئے ایک اور خوشگوار تجربہ کمیونٹی سروس تھی۔ اگر آپ بغیر معاوضے کے لوگوں کی خدمت کریں تو اس میں عجیب تسکین ملتی ہے۔ میں زیادہ تر بوائز کلب میں رضا کارانہ کام کرتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے معصوم اور پیارے پیارے بچوں کے ساتھ مل کر کام کرنا بہت اچھا لگتا تھا، جنھیں دنیا کی نفرتوں اور تلخیوں کا کچھ علم نہیں تھا۔

ہمیں چار دن کی شکرانے کی تعطیل بھی ملتی تھی۔ اسی طرح کرسمس اور اس کے ساتھ سردیوں کی چھٹیاں ملتی تھیں۔ مجھے کرسمس کے ڈھیروں تحفے ملے۔ میں چرچ بھی جاتا تھا۔ میں زیادہ تر میزبان فیملی کے ساتھ کیتھولک چرچ جاتا تھا۔ بعض اوقات اپنے میزبان بھیا رچرڈ کے ساتھ بیپٹیسٹ چرچ بھی جاتا تھا۔ مجھے اسلام اور عیسائیت میں کئی چیزیں مشترک نظر آئیں۔

میرا ایک اتالیق بھی تھا، جس کے ساتھ میں ہر مہینے اپنے مستقبل کے بارے میں تبادلہ خیال کرتا تھا۔ میں نے لوگوں سے انجینیئرنگ کے بارے میں انٹرویو کئے اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ وہ میرے اچھے دوست بن گئے۔ چونکہ ان میں سے بعض مسلمان تھے اور ہم ایک ہی کمیونٹی میں رہتے تھے، اس لئے میں بعض اوقات ان کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور اسلامی تہوار مناتا تھا۔

امریکہ میں ایک سالہ قیام سے مجھے دنیا کو ایک مختلف زاویے سے دیکھنے اور ایک نئی طرز زندگی کے بارے میں سیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے یہ دیکھا کہ پاکستان اور امریکہ میں زندگی میں کیا فرق ہے۔ میرے اندر نیا اعتماد پیدا ہوا اور پختگی آئی۔ زندگی میں ایسا موقع میسر آنے پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔

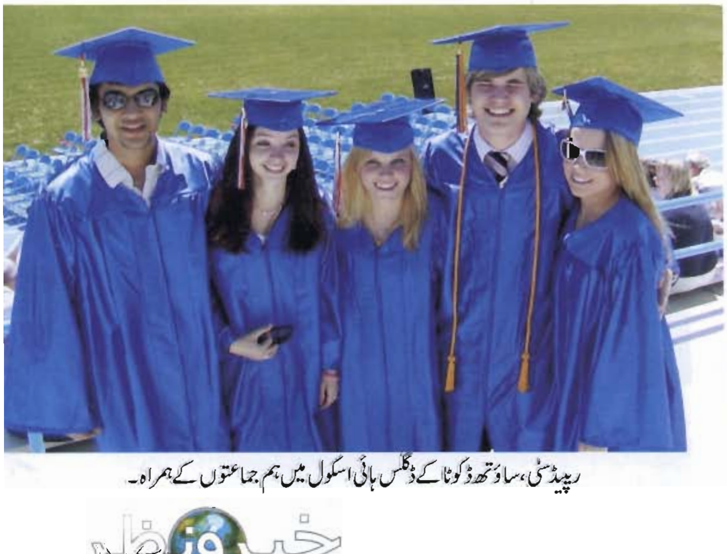

ریپڈ سٹی، ساؤتھ ڈکوٹا کے ڈگلس ہائی اسکول میں ہم جماعتوں کے ہمراہ۔

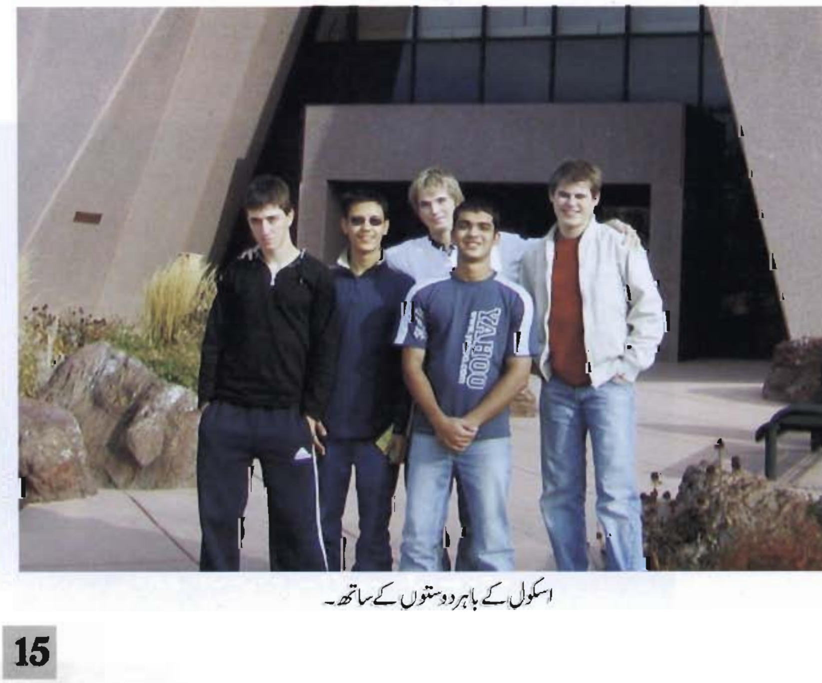

اسکول کے باہر دوستوں کے ساتھ۔

پاکستانیوں اور امریکیوں کی مشترکہ اقدار

عوام کے مابین رابطہ بڑی اہمیت رکھتا ہے

تحریر: عبدالودود خان

واشنگٹن ڈی سی میں محکمہ خارجہ کے حکام کے ساتھ۔

میں نے 25 جون سے 14 جولائی 2007 تک غیر سرکاری تنظیموں کے بارے میں انٹرنیشنل وزیٹرلیڈرشپ پروگرام میں شرکت کی۔ اس پروگرام کے تحت مجھے واشنگٹن ڈی سی، جینیسیو، الی نوئے; جیکسن، مسسیپی اور سانٹافی، نیومیکسیکو جانے کا موقع ملا۔ پورا پروگرام اپنے اندر تعلیم و تربیت کا خزانہ لئے ہوئے تھا۔ تین ہفتے کے اس پروگرام سے مجھے جو تجربات حاصل ہوئے، اور جو کچھ میں نے سیکھا، اس کے بارے میں چند ایک باتیں بتانا چاہتا ہوں۔

انٹرنیشنل لیڈرشپ وزیٹر پروگرام مجھے ان شعبوں میں خاص طور پر بہت موثر نظر آیا: پروگرام کی منصوبہ بندی، اجلاسوں اور ملاقاتوں کے لئے نہایت مناسب تنظیموں/ اداروں کا انتخاب اور معلومات میں اضافے کا طریقہ کار۔ پروگرام کا نظام الاوقات اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ اس سے ہمیں نہ صرف امریکی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مشاہدہ کرنے کا موقع مل سکے بلکہ ہم یہ بھی دیکھ سکیں کہ مقامی سطح سے لے کر قومی سطح تک پالیسی سازی کے لئے کیا انداز فکر اور طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ ہمیں امریکی معاشرے کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے کے بہت سے مواقع فراہم کئے گئے، جس سے ہماری اُس سوچ میں تبدیلی آئی، جو ہم نے میڈیا اور دوسرے ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کی بنیاد پر امریکہ کے بارے میں اپنا رکھی تھی۔

ہمارے پروگرام کا ایک اہم اور پُر اثر پہلو متعلقہ تنظیموں اور اداروں کا انتخاب تھا، تاکہ ہم وہاں کام کرنے والے لوگوں سے ملیں اور ان سے تبادلہ خیال کرسکیں۔ میری لینڈ یونیورسٹی اور اس طرح کی دوسری یونیورسٹیوں اور اداروں کے دورے سے ہماری سوچ اور معلومات میں وسعت آئی۔ اسی طرح "مرسی کور" اور فیڈرلسٹ سوسائٹی جیسے اداروں کے دورے سے پروفیشنلزم اور مقصدیت کی حقیقت واضح ہوئی۔ گرجا گھروں، مسجدوں اور ڈے کیئر سنٹرز کے دورے سے ہمیں نچلی سطح پر رضاکارانہ جذبے سے کام کرنے کی اہمیت کا پتہ چلا, جبکہ ایک تیل کمپنی کے دورے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ تجارتی کمپنیاں کس طرح سماجی ذمہ داریاں بھی نبھا رہی ہیں۔ قصبوں اور بستیوں کے میئرز اور کمیونٹی لیڈروں سے ملاقاتوں سے ہمیں مقامی سطح پر احساس ذمہ داری اور خود انحصاری کے تصور کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں، جبکہ میزبان خاندان کے ساتھ رہ کر ہمیں یہ اندازہ ہوا

Genesio میں چیمبر آف کامرس کے ارکان کے ساتھ۔

Geneseo میں ایک امریکی گھرانہ کی میزبانی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے۔

کہ سرکاری اموراور کارگزاری پر لوگوں کا کس قدر اعتماد ہے اور وہ کس طرح اس میں اپنے آپ کو شریک سمجھتے ہیں۔

ہمارے پروگرام کا سب سے بڑا اور فوری نتیجہ یہ نکلا کہ امریکیوں کے بارے میں ہماری سوچ میں واضح طور پر تبدیلی آئی۔ عام پاکستانیوں کا خیال ہے کہ امریکی معاشرہ ایک سرمایہ دار معاشرہ ہے، جہاں سب لوگ اپنی ذات میں مگن رہتے ہیں اور دوسروں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ محض پروپیگنڈا ہے اور عام امریکی، عام پاکستانی سے زیادہ مختلف نہیں۔ جینیسیو، آئی ایل میں ہمیں امریکی خاندانوں کے ساتھ رہنے اور ان کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا اور ہمیں یہ معلوم ہوا کہ امریکی نہ صرف مضبوط خاندانی یونٹ اور سماجی تعلقات رکھتے ہیں بلکہ اخلاقیات اور اقدار کا اعلیٰ معیار بھی رکھتے ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بہت اہم ہے کہ عوام کے عوام سے رابطے اور عوامی ڈپلومیسی جاری رہنی چاہیئے تا کہ ملکوں کے درمیان مسائل، عوام کے تعلقات کو متاثر نہ کریں۔ امریکی خاندانوں کے ساتھ رہنے سے ہمیں دیہی خاندان کا حصہ بننے کا موقع ملا اور امریکی سماجی اقدار کو سمجھنے میں بہت مدد ملی، کیونکہ ہم نے امریکی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا۔ اگر ہم صرف محکمہ خارجہ کے حکام اور بڑی بڑی این جی اوز کے حکام سے ملتے تو ہمیں امریکی زندگی کی حقیقی تصویر کا کچھ پتہ نہ چلتا۔

ایک اور حقیقت، جو ہم پر واضح ہوئی، وہ بالکل غیر متوقع تھی۔ پاکستان میں لوگوں کی بھاری اکثریت خصوصاً این جی اوز میں کام کرنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ میں سب اچھا ہے۔ بلاشبہ یہ بات کافی حد تک درست ہے، لیکن کمزوریاں اور خامیاں وہاں بھی موجود ہیں۔ اختیارات اور تعلقات میں عدم توازن بھی پایا جاتا ہے اور کالے اور گورے، مقامی اور غیر مقامی اور نئے اور پرانے امریکیوں میں کشیدگی بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امریکی این جی اوز کیوں کامیاب ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکی اپنی آنکھیں بند نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مکمل سمجھ کر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جاتے، بلکہ وہ اصلاح کے طریقے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں این جی او والوں کو خاص طور پر اور دوسرے لوگوں کو عام طور پر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر لحاظ سے مکمل نام کی کوئی چیز نہیں۔ ہمیں محنت کرنا ہوگی، اپنے سسٹم کو درست کرنا ہوگا، صورتحال کا معروضی تجزیہ کرنے کی اپنی صلاحیت میں اصلاح کرنا ہوگی اور مسائل پر قابو پانے کی حکمت عملی وضع کرنا ہوگی۔ ہمیں امریکی سول سوسائٹی سے دو باتیں خاص طور پر سیکھنا ہوں گی۔ ایک یہ کہ سسٹم کس طرح تیار کیا جائے اور اس پر کس طرح عمل کیا جائے اور دوسرا یہ کہ خود انحصاری اور رضا کارانہ جذبہ کس طرح پیدا کیا جائے۔

ایک اور شاندار اور قابل تقلید چیز امریکہ میں قانون کی حکمرانی ہے۔ ہمیں ہر شخص قانون کا احترام کرتا نظر آیا، خواہ کوئی نگران موجود تھا یا نہیں۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ امریکی ترقی کر رہا ہے۔ ہماری قوم کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

نیو میکسیکو میں ریپ کرائسس سینٹر کے عملہ کے ساتھ۔

سول سوسائٹی کی تنظیمیں، جن میں این جی اوز بھی شامل ہیں، معاشرے کی روح ہوتی ہیں اور وہ جتنی حساس، دوراندیش، بااختیار اور خود اعتماد ہوتی ہیں، اتنی ہی زیادہ معاشرے کی ترقی اور پیداواری صلاحیت میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ حکومت امریکہ اِن تنظیموں کی خوب حوصلہ افزائی کرتی ہے اور چاہے وہ امریکہ سے باہر بھی کام کرتی ہوں، انھیں نہ صرف مالی امداد دیتی ہے بلکہ ان کی سیاسی اور ہر دوسری طرح سے بھی مدد کرتی ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں سول سوسائٹی کی تنظیموں اور این جی اوز کو مالی وسائل فراہم کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی، بلکہ بعض اوقات ان کی خودمختاری سلب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ وہ آزادانہ آواز بلند نہ کر سکیں۔

میری کوشش ہوگی کہ کراچی میں امریکی قونصل خانے سے اور ان تمام افراد اور تنظیموں سے رابطہ رکھوں، جن سے امریکہ میں ملاقات ہوئی۔ میں نے امریکہ میں جس فیملی کے ہاں قیام کیا، اسے میں نے پاکستان آنے کی دعوت دی ہے، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ عام امریکیوں کو پاکستان آنا چاہیئے تا کہ پاکستان کے بارے میں ان کی سوچ میں تبدیلی آئے۔ میرا ارادہ ہے کہ انٹرنیشنل لیڈرشپ وزٹر پروگراموں میں جو پاکستانی حصہ لیتے رہے ہیں، ان سے مل کر ایک فورم بناؤں۔ نچلی سطح پر ایسی تنظیم کا قیام بہت اہمیت رکھتا ہے تا کہ ہم نے جو کچھ سیکھا ہے، دوسروں کو اس سے آگاہ کیا جائے اور امریکیوں اور پاکستانیوں کے مثبت امیج کو سامنے لایا جائے۔

(عبدالودود خان، کوئٹہ، بلوچستان میں لوگوں کو بااختیار بنانے کی سوسائٹی SEHER کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں۔ انھوں نے 25 جون سے 14 جولائی 2007 تک غیر سرکاری تنظیموں کے بارے میں انٹرنیشنل لیڈرشپ وزیٹر پروگرام میں شرکت کی)۔

مصنف نیو میکسیکو میں سابق گورنر Tesuque Pueblo سے ملاقات کر رہے ہیں۔ نیو میکسیکو امریکہ میں مقامی امریکی باشندوں کی تیسری بڑی آبادی ہے۔

امریکی ویزا کی درخواست فیس میں یکم جنوری سے اضافہ

یکم جنوری 2008ء سے امریکہ کے نان امیگرینٹ ویزا درخواست کی فیس 100 ڈالر سے بڑھا کر 131 ڈالر کی جارہی ہے۔اس اضافہ کے ذریعہ محکمہ خارجہ نان امیگرینٹ ویزا کی درخواست پر سلامتی اور دیگر اضافی کارروائیوں کے اخراجات کو پورا کر سکے گا۔اس اضافہ کا اطلاق مشین ریڈایبل ورق کے حامل پاسپورٹوں اور میکسیکو میں بعض افراد کو سرحد عبور کرنے کیلئے جاری کئے گئے کارڈز پر بھی ہوگا۔

وہ درخواست گزار جو یکم جنوری سے قبل درخواست فیس 100 ڈالر ادا کر چکے ہیں، اُن کی درخواست پر کارروائی صرف اس صورت میں ہوگی اگر ان کا ویزا انٹرویو کیلئے 31 ِ جنوری سے قبل آمد طے ہے۔اور وہ درخواست گزار جنہوں نے 100 ڈالر کی فیس ادا کی ہے اور 31 ِ جنوری 2008ء کے بعد ویزا انٹرویو کیلئے پیش ہوں گے، اُنہیں انٹرویو سے قبل 31 ڈالر کی بقایا رقم لازماً ادا کرنا ہوگی۔

امریکی قونصل جنرل مائیکل چینگ

محکمہ خارجہ قانوناً پابند ہے کہ وہ نان امیگرینٹ ویزا پر کارروائی کے اخراجات مشین ریڈایبل ویزا درخواست فیس سے جمع ہونے والی رقم سے پوری کرے۔ سلامتی کے حوالے سے نئے اخراجات، نئی انفارمیشن ٹیکنالوجی کے نظاموں اور افراط زر کے باعث نان امیگرینٹ ویزا کی کارروائی پر اُٹھنے والے اصل اخراجات کی بہ نسبت مشین ریڈایبل ویزا کی 100 ڈالر فیس کم ہے۔درحقیقت 100 ڈالر کی فیس نان امیگرینٹ ویزا کی کارروائی کے اخراجات سے پہلے ہی کم تھی جب 2004ء میں خدمات کے اخراجات کے جائزہ کے تحت فیسوں پر نظر ثانی کی گئی تھی۔محکمہ خارجہ یہ اضافی خرچہ برداشت کرتا چلا آرہا ہے۔اب ہم ہر درخواست گزار سے دس انگلیوں کے نشانات حاصل کرتے ہیں اور ایف بی آئی ان فنگر پرنٹس کا جائزہ لینے کیلئے جو لاگت وصول کرتا ہے ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ 11 ِ ستمبر کے واقعات کے بعد درخواستوں کی فیس دو بار بڑھائی جا چکی ہے اور آخری بار 2002ء میں اضافہ کیا گیا تھا۔

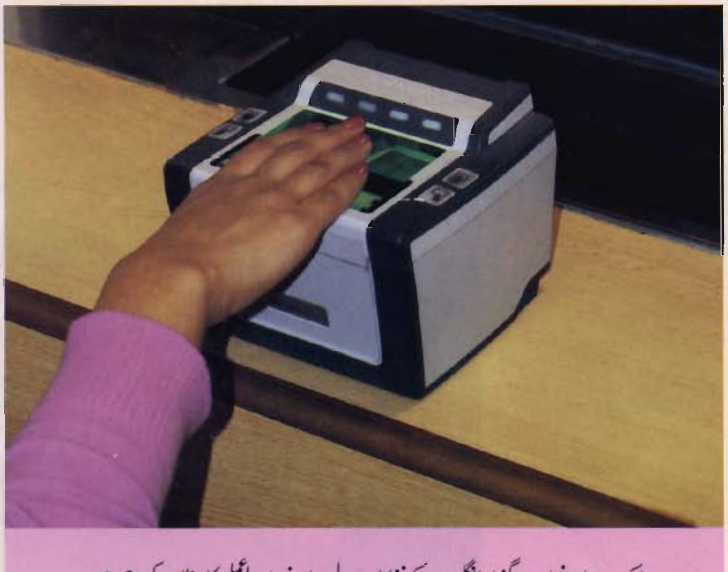

ایک ویزا درخواست گزار انگلیوں کے نشانات لیے جانے والے عمل کا مظاہرہ کر رہی ہیں

دیر بالا اور بونیر کے لیے چار ایمبولینسوں کا عطیہ

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یوایس ایڈ) کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز نے 13ِ دسمبر 2007ءکوصوبہ سرحد کے اضلاع دیر بالا اور بونیر کو چار ایمبولینسیں فراہم کی ہیں۔

محترمہ آرنیز نے کہا کہ جب صحت کی ہنگامی صورتحال درپیش ہوتی ہے تو ہر لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ہم اس بات کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ ہنگامی صورتحال میں مدد کے متلاشی ماں اور بچے کی تربیت یافتہ عملہ دیکھ بھال کرے اور اُنہیں فوری طور پر اسپتال میں مزید علاج کیلئے پہنچائے۔

یہ ایمبولینسیں جو یوایس ایڈ کی مالی اعانت سے پاکستان کے ماؤں اور بچوں کی صحت کے دیکھ بھال کے پروگرام PAIMAN کے تحت دی گئی ہیں، خاص طور پر حاملہ خواتین اور نوزائیدہ بچوں کی دیکھ بھال کیلئے تیار کی گئی ہیں۔ان میں دو ایمبولینسیں دیر بالا کے دشوار گزار علاقہ کیلئے "فور وہیل ڈرائیو" گاڑیاں ہیں۔

امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی یوایس ایڈ کی مالی اعانت سے جان اسنوانکارپوریٹڈ (JSI) حکومت پاکستان کے اشتراک سے ماؤں اور بچوں کی صحت کے دیکھ بھال کے پروگرام PAIMAN کو چلا رہا ہے۔،جس کی مالیت 49.9 ملین ڈالر ہے اور اس کے تحت پاکستان کے چاروں صوبوں کے 10 اضلاع میں صحت کے موجودہ نظام کو بہتر بنانا اور ایسے طریقہ کار کو رواج دینا ہے جس میں ماؤں اور بچوں کی دیکھ بھال کیلئے مقامی آبادی کو متحرک کیا جائے۔

اس منصوبہ کیلئے اعانت حکومت امریکہ کی جانب سے پاکستان کو پانچ برسوں کے دوران دی جانے والی ڈیڑھ ارب ڈالر مالیت کی امداد کا حصہ ہے، جس کے تحت اقتصادی ترقی، تعلیم، صحت اور نظم ونسق کو بہتر بنانے اور زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو کے منصوبوں میں مدد دی جائے گی۔

یوایس ایڈ کی مشن ڈائریکٹر این آرنیز اور صوبائی سیکرٹری صحت عبدالصمد خان امریکی حکومت کی جانب سے صوبہ سرحد کو دی گئی ایمبولینس کا اندرونی حصہ دیکھ رہے ہیں۔تصویر میں دیر بالا کے ضلعی ناظم صاحبزادہ طارق اللہ بھی نمایاں۔

صحافیوں کے اعزاز میں امریکی سفیر کا استقبالیہ

رائیٹرز ٹی وی کی شیریں سردار، اے پی کے میتھیو پینٹگٹن، این این آئی کے ایڈیٹر طاہر خان اور ایف ایم 99 کے شیخ وسیم احمد امریکی سفیر پیٹرسن سے محو گفتگو ہیں۔

اے آر وائی ٹی وی کی عاصمہ شیرازی نیویارک ٹائمز کی کارلوٹا گال سے تبادلہ خیال کر رہی ہیں۔

امریکی سفیر پیٹرسن وائس آف امریکہ کے ایاز گل اور ڈینئیل شیریف کا خیر مقدم کر رہی ہیں۔

نیویارک ٹائمز کی کارلوٹا (دائیں) اور جین پرلیز (بائیں) امریکی سفیر پیٹرسن کے ساتھ۔

امریکی سفیر ڈان ٹی وی کے مبشر زیدی اور فنانشل ٹائمز کے فرحان بخاری سے باتیں کر رہی ہیں۔

ریڈیو پاکستان کی سیما صدیقی امریکی سفیر پیٹرسن سے محو گفتگو ہیں۔

U.S. Ambassador Hosts Reception for Media

Hamid Mir of Geo TV carefully listening to the point being made by the Ambassador.

Rana Tahir Mehmood and Mughees Ashraf Beg of Jang with Ambassador Patterson.

An overview of the guests present at the reception.

Ambassador Patterson speaking to journalists.

Ambassador Patterson and Press Attach Elizabeth Colton (center) listens as Shahid-ur-Rehman of Kyodo news agency puts his point across.